اداریہ

سہ ماہی تحقیقی مجلّہ نور معرفت کا 68 واں شمارہ پیش خدمت ہے۔ اس شمارے کا پہلا مقالہ "قرآن مجید کی نظر میں مسلمانوں کی قومی اور نسلی شناخت" کے عنوان کے تحت بنی نوع بشر کے افراد کی گروہ بندیوں اور مختلف لسانی، نسلی اور علاقائی شناختوں کی عوامل کا جازہ لینے کے ضمن میں ان شناختوں کے مثبت اور منفی نکات کا جائزہ لیتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، عام طور پر یہ شناختیں، اس امر کا موجب بن جاتی ہے کہ لوگ اپنے مخصوص دائرہ سے باہر کے دیگر افراد کے ساتھ کسی بڑی شناخت کے دائرے میں نہیں سما سکتے اور سماج، ثقافت، دین، زبان، رسم و رواج یا سماجی اقدار کی بنیاد پر تشکیل شدہ قومیت، لوگوں کو تعلق کے ایک محدود احساس سے جوڑتے ہوئے ہر وسیع تر شناخت کے لیے چیلنج بن جاتی ہے۔ پیش نظر مقالہ کا مدعا یہ ہے کہ قرآن، بنی نوع بشر کے درمیان ایک وسیع ترین قومی شناخت قائم کرتا ہے اور لوگوں کو چھوٹے چھوٹے نسلی، لسانی، تہذیبی اور سماجی گروہوں سے نکال کر ایک امت کا فرد بنا دیتا ہے۔ یہ مقالہ پوری تفصیل سے اس امر کا جائزہ لیتا ہے کہ بنی نوع بشر کے تمام افراد کے درمیان ایک مشترکہ شناخت ایجاد کرنے کے لئے قرآن کریم کی حکمت عملی کیا ہے؟

اس شمارے کا دوسرا مقالہ "مغربی تعلیمی نظاموں کے پس پردہ کارفرما نظریات اور اہداف" کے عنوان سے مزیّن ہے جس میں بنیادی طور پر دو امور کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک، یہ کہ موجودہ دنیا میں مروّجہ تعلیمی نظاموں کی اساس کن فکری، فلسفی اور دینی نظریات پر رکھی گئی ہے؟ دوسرا، یہ کہ اگر ہم تعلیم و تربیت کے کسی نظام کی بنیاد دینِ اسلام کی تعلیمات پر رکھنا چاہیں تو اس کا نکتہ آغاز کیا ہے؟ مقالہ نگار نے پہلے سوال کے جواب میں ایک تفصیلی بحث کے ضمن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مروّجہ تعلیمی نظام، جن کی بنیاد، شعوری یا لاشعوری طور پر مغربی فکر و فلسفے پر استوار ہے، دراصل، دین کی سماج و سیاست، علم و دانش، اور تعلیم و تربیت سے جدائی کے نظریے پر استوار ہیں۔ بحث کے دوسرے حصے میں مقالہ نگار اسلام کی جامعیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ اسلام میں دین و سماج، علم و دانش، فکر و فلسفہ اور تعلیم و تربیت کے درمیان کوئی جدائی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا خالصتاً دینی تعلیمات کی بنیاد پر ایک تعلیمی نظام کی داغ بیل ڈالی جا سکتی ہے۔ مقالہ کے مطابق، امام خمینی کی قیادت میں ایران کا اسلامی انقلاب، اسلامی تعلیمات کی جامعیت کا ایک زندہ اور روشن مصداق ہے۔

"حکمت متعالیہ میں تجسم اعمال کے عقلی دلائل اور علامہ محمد باقر مجلسیؒ کے اشکالات کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے موجودہ شمارے کا تیسرا مقالہ ایک معرکۃ الآراء کلامی۔ فلسفی بحث کا احاطہ کرتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، تجسم اعمال کے باب میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا دنیا میں انجام دیے گئے اعمال کی عالمِ آخرت میں تجسم ممکن ہے؟ اگر ہاں، تو کیسے؟ آیا یہ معاملہ صرف ایک اعتقادی اور تقلیدی معاملہ ہے یا اسے عقلی و فلسفی دلائل کے ذریعے بھی

ثابت کیا جا سکتا ہے؟ مقالے میں ان سوالات کے اُس جواب پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ملاصدرا نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ آگے چل کر اس مقالے میں ملاصدرا کے راہِ حل پر معروف متکلم، علامہ مجلسی کے اشکالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علامہ مجلسی کے مطابق، تجسم اعمال کے نظریے سے لازم آتا ہے کہ معاد جسمانی کا انکار کیا جائے۔ نیز فلسفی لحاظ سے بھی یہ نظریہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ عرض، جوہر میں تبدیل ہو جائے جو کہ فلسفی مسلمات کے برخلاف ہے۔ تاہم مقالہ نگار نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ملاصدرا کے تجسم اعمال کے نظریہ پر علامہ مجلسی کے پیش کردہ دلائل مخدوش ہیں۔

چوتھے مقالے کا عنوان "علامہ اقبال کی علمیاتی آراء کے تناظر میں صوفیانہ مشاہدے کی خصوصیات اور فلسفیانہ معیار" ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے خطبات "تشکیل جدید الھیات اسلامیہ" کے تناظر میں عارفانہ تجربات اور صوفیانہ مشاہدات کو اسلامی تہذیب کی تشکیلِ نَو کے ایک اہم عامل کی حیثیت سے پیش کرتے ہوئے، ان تجربات و مشاہدات کے فلسفے اعتبار اور علمیاتی قدر و قیمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق، علامہ اقبال کی نظر میں صوفیانہ تجربہ، نہ خرقہ پوشی کا نام ہے؛ نہ خرافات سے عبارت ہے؛ بلکہ یہ اپنی حقیقی روح میں، عالمِ ہستی کی نہائی حقیقت کا زندہ ادراک ہیں جس میں حضوریت، ناقابل تجزیہ کلیت، اور جذب و وصل کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ مع الوصف، یہ تجربات و مشاہدات، علمیاتی بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں جنہیں خرافات قرار نہیں دیا جا سکتا۔

موجودہ شمارے کے پانچویں مقالے میں "قرآن میں امام مہدیؑ کے ظہور کے عقیدہ کے دلائل و شواہد- جاوید احمد غامدی کے موقف کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان کے تحت ایک معروف مذہبی اسکالر، جناب جاوید احمد غامدی کے اس موقف کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے کہ آخر الزمان میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا عقیدہ، ایک بے بنیاد عقیدہ ہے؛ کیونکہ اس پر قرآن میں صراحت موجود نہیں ہے۔ مقالہ نگار کے جناب غامدی صاحب کے نکتہ نظر کے ردّ میں اس عقیدہ کی صحت اور معتبر ہونے پر قرآن کریم سے کم و بیش 5 مقامات اور آیات سے دلائل و شواہد پیش کیے ہیں۔ انہی آیات کے ضمن میں فاضل مقالہ نگار نے، حدیث و سنّت سے بھی اس عقیدے کی صحت اور اعتبار کے وافر دلائل پیش کیے ہیں۔ اس کے علاوہ، انہوں نے نیز یہ ثابت کیا ہے کہ جناب غامدی صاحب کا آخر الزمان میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے عقیدے کا انکار، بذاتِ خود ان کے اپنے قبول کردہ بعض بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے آخر الزمان میں ظہور کا عقیدہ قرآن و سنّت سے مستند ایک عقیدہ ہے۔

A Critical Review of Global Moral Education Curriculum Frameworks: Identifying Gaps and Limitations کے عنوان سے موجودہ شمارے کا آخرے مقالہ، اخلاقی تعلیم کے

نصاب کے فریم ورکس کا تنقیدی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس مقالے میں یونیسکو، او ای سی ڈی، برطانیہ، جاپان، ملائیشیا، پاکستان اور ناروے جیسے منتخب ممالک کے قومی تعلیمی نظاموں کے مطالعہ کے ضمن میں تحقیقی بنیاد اُس اہم خلا اور چیلنجز کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے اصل موجبات، افراطی سیاست کاری، ثقافتی غیر عالمگیریت، اخلاقی اقدار کے ساتھ سطحی سلوک، اور اسٹیک ہولڈرز کی ناکافی شمولیت شمار کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس مقالہ میں اخلاقی تعلیم کے بین الاقوامی نصابی فریم ورکس کی اجرائی پالیسیوں جیسے تشخیص کے متضاد ٹولز کا استعمال اور اساتذہ کی ناکافی تربیت کو بھی اخلاقی تعلیم کے پروگراموں کے غیر موثر ہونے کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اخلاقی تعلیم کے موجودہ ماڈلز کے نکاتِ قوّت کو تسلیم کرتے ہوئے، اخلاقی تعلیم کا جامع تر اور فلسفیانہ بنیادوں پر مبنی نقطہ نظر پیش کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ مجلّہ نورِ معرفت کا موجودہ شمارہ، ہمارے قارئین کی علمی پیاس بجھانے کا بہترین سامان فراہم کرے گا۔ ان شاء اللہ۔و ما توفیقی الا باللہ

مدیر مجلّہ،
ڈاکٹر محمد حسنین